گرامی نامے

● 'ایوانِ اردو' برابر پہنچ رہا ہے۔ کہنے کی بات نہیں کہ یہ اُردو کے گنے چنے معیاری رسائل میں سے ایک اہم رسالہ ہے۔ اس کا ہر مضمون، ہر افسانہ ہر شعری تخلیق قاری پر دیرپا اثر چھوڑتی ہے۔ بہتر انتخاب کے لیے پورے ادارتی عملہ کو مبارک باد اور دل سے بہتر سے بہتر انتخاب کی تمنا۔ شمارہ مکمل مطالعہ کے بعد بھی قاری کو تشنگی کا احساس دلاتا ہے۔

شمسی قریشی، جلالپور، ضلع امبیڈکر نگر، موبائل:9565059506

● 'ایوانِ اردو' کا نومبر ماہ کا شمارہ مولانا ابوالکلام آزاد کی نہایت خوبصورت جاذب نظر تصویر والے سرورق سے آراستہ پیراستہ منظرِ عام پر آیا ہے۔

مشہور و معروف افسانہ نگار نور شاہ کا افسانہ 'آرزو' ہمیشہ کی ہی مانند از حد معیاری ہے۔ اس میں اپنے خاوند کے فقط تین بار ہی 'طلاق' لفظ کے کہنے سے اپنی اہلیہ کو طلاق دینے کی قدیم رسم یا مذہبی قانون کے خاتمے کی بابت نئے پاس شدہ ملکی قانون کی جانب ایک واضح کنایہ بھی کیا گیا ہے۔ چونکہ اس قانون کی چند لوگوں کی جانب سے سخت مخالفت بھی کی جا رہی ہے، اسی لیے اس افسانے کی تخلیق و اشاعت مصنف و ادارے کی ہمت و حوصلہ افزائی کو قابلِ دید و داد گردانا جانا چاہیے۔ اسی قانون کے بل بوتے پر افسانے میں جنت صفت، لیکن گمنام اہلیہ اپنے خاوند ناصر کو مطلوب نیا فہم و ادراک بہم پہنچاتی ہے۔ بقول غالب ستائش و صلے کی پروا بالکل نہ کرنے پر بھی اس متنازع فیہ و نازک موضوع کا انتخاب مبارک باد و تہنیت کے قابل ٹھہرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد یحییٰ جمیل کے افسانے میں حالانکہ عورت کے بانجھ پن کے جدید ترین مسئلے کے حل کے طور پر کرایے کی کوکھ لینے کے ایک سماجی سروکار کو افسانے کا موضوع بنایا گیا ہے۔ اس کا اختتام میری سمجھ سے بالاتر ہے، کیونکہ اس کے آخر میں انل اور مایا ایک جانب تو کرائے کی کوکھ دینے کے لیے ببلی اور اس کے خاوند کو ڈاکٹر کو طے شدہ رقم کا ایک بیگ سونپتے ہیں اور انل اور اس کی اہلیہ مایا دونوں نو زائیدہ خوبصورت بچے کو پا کر خوش و خرم ہوتے ہیں۔ دوسری جانب گڈو اور اس کی بیوی دونوں بھی اس کے بعد ڈاکٹر کے توسط سے اسی بچے کو بیگ میں پا کر پھولے نہیں سماتے ہیں۔ کرایے کی کوکھ دینے کے ہی موجب رقم بھی پالی اور بچہ بھی حاصل کر لیا۔ یہ تو وہی ضرب المثل صادق آتا ہے کہ ''آم کے آم اور گٹھلیوں کے بھی دام!'' گڈو اپنی بیوی سے کہتا ہے۔''یہ تو ہمارا سہارا ہے۔'' ایسا کرشمہ کیسے ہوا ہے، کیا اس کو وضاحت طلب قرار نہیں دیا جائے گا؟

احمد صغیر کے افسانے 'شکستگی' میں آج کے معاشرے میں مروجہ فرقہ پرستی کی لعنت کے موجب بعض اوقات رشتوں کے باہم قائم ہونے یا کرنے کرانے میں ہماری 'شکستگی' (عنوان) ہونے کے ایک اذیت ناک درد کی بخوبی عکاسی ہوئی ہے۔ یہ افسانہ مواد و اسلوب دونوں کسوٹیوں پر پورا اور کھرا اترتا ہے۔ صابرہ کی خودداری و دور اندیشی اور اس کا فیصلہ نہایت طنز آمیز ثابت ہوتا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر ریحان ثروت کا افسانہ 'پردہ' ہندی کے بلند پایہ و مایہ ناز کہانی کار شری یش پال کے اسی نام کا افسانے کا ایسا ترجمہ ہے، جو کہ فی الاصل اردو زبان کا ایک اعلیٰ افسانہ محسوس ہوتا ہے۔ معیاری ترجموں کا یہی تو ایک اول وصف گردانا بھی جایا کرتا ہے۔ اس تخلیق میں معاشرے کے اعلیٰ طبقے کے افراد کے نامساعد حالات کے بہ موجب مالی اعتبار کے مد نظر غربت کو سہتے جانے پر بھی احساسِ برتری کے شکار ہونے اور مہاجنوں کی سود خوری وغیرہ کی حقیقی عکاسی قابلِ مدح ہے۔ 'پردہ' (عنوان) خانگی و خاندانی عزت کا ہی مظہر ہے، جس کے نہ رہنے پر اس کو گھر کے باہر نصب کرنا سراسر غیر ضروری ہو جاتا ہے۔

اس سے اگلے زیر عنوان 'خوش پوش شاعر' انشائیہ کا موضوع از حد متنوع ہونے کے سبب تقریباً کم یاب یا نایاب ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ معزز عزادار حسین ساجد جلالپوری نے اس خاکہ نما انشائیہ میں طنز و مزاح کے متعدد پہلو نمایاں کیے ہیں، جن کو ہرگز درگزر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ صفحہ ۵۴ پر حضرت بہلول کے نام سے پوشاک سے متعلق جو واقعہ بتایا گیا ہے، ہو بہو وہی قصہ انگریزی زبان کے شہرۂ آفاق ڈراما نگار جارج برنارڈ شا کے نام سے بھی منسوب کیا جاتا رہا ہے اور بارہا اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ مشابہت از حد حیران کُن ہے۔

ڈاکٹر کرشن بھاؤک، گورونانک نگر، پٹیالہ، موبائل:9815165210

● تازہ ''ایوان اردو'' موصول ہوا۔ ماہ نومبر ۲۰۱۸ء کے شمارہ میں شاعر مشرق علامہ اقبال اور آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کے یوم پیدائش کے لحاظ سے آپ نے بہت اچھا خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ آپ کا اداریہ اس کا مکمل احاطہ کرتا ہے اور ان دونوں شخصیات کے حیات اور کارناموں کا بڑا عمدہ جائزہ خصوصی گوشہ کے طور پر مشمولات میں شامل ہے جو لائق مطالعہ بھی ہے اور آج وقت کی اہم ضرورت بھی۔ نئی نسل کی تربیت، ذہن سازی اور ان کی تہذیب کے لیے

یہ لازمی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقف ہوسکیں۔اس مناسبت سے سرورق پر مولانا آزاد کے ساتھ علامہ اقبالؔ کی تصویر بھی شائع کی جاتی تو بہتر ہوتا۔نگراں کی حیثیت سے ایک بار پھر پروفیسر شہپررسول کا نام دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔میری طرف سے انھیں دلی مبارکباد۔

اس بار تینوں طبع زاد افسانے عصری حسیت کی بڑی عمدہ ترجمانی کرتے ہیں۔نورشاہ کا افسانہ بظاہر میاں بیوی کی محبت میں،محبوب اور محبوبہ ایک عاشق اور معشوقہ کے عشق کا عکس نظر آتا ہے،لیکن افسانہ نگار کا کمال یہ ہے کہ عصری موضوع کو بڑے فنکارانہ انداز میں سمودیا ہے۔یہ خوبصورت ٹچ نورشاہ جیسے سینئر افسانہ نگار کا ہی حصہ کہا جاسکتا ہے۔محمد یحییٰ جمیل کے افسانے ''سہارا'' میں سروگیٹ مدر کو موضوع بنایا گیا ہے جو بیک وقت دونوں فریق کی کیفیتوں اور مختلف جذبوں کی ترجمانی بھی کرتا ہے اور اپنے اپنے انداز میں دونوں کا سہارا بننے کا بہترین مرقع ہے۔احمد صغیر کے افسانہ میں آج کے سب سے سلگتے موضوع ماب لنچنگ کو بڑے مؤثر انداز میں افسانہ کا روپ دیا گیا ہے جو متاثر کرتا ہے اور عصر حاضر کو آئینہ دکھاتا ہے۔ ہندی ادب سے ایک کہانی، مصنف یشپال کا ترجمہ ڈاکٹر ریحان ثروت کی ایک اچھی کوشش ہے۔جو وضعداری اور اعلیٰ رویوں سے جڑے خاندان کی آج کے دور میں بے بسی اور کسمپرسی کا نقشہ پڑھ کر آدمی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

شعری حصے میں غزلوں اور نظموں کا انتخاب خوب ہے۔غزلیں سبھی اچھی ہیں۔نظموں میں ڈاکٹر عطاء الرحمٰن قاضی اور ڈاکٹر ریاض توحیدی متاثر کرتے ہیں۔

مستقبل کالم تبصرہ و تعارف اور خبرنامہ بھی اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہیں۔

ڈاکٹر عظیم راہی، اورنگ آباد (مہاراشٹر) موبائل: 9423781787

● ماہ نومبر کی آمد کے ساتھ ہی ہندوستان کے اکثر ادبی رسائل و جرائد' کا یا تو مولانا ابوالکلام آزاد نمبر' یا پھر علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نمبر' یا پھر مشترکہ شمارہ ان کے نام ہوتا ہے۔یقیناً یہ دو عبقری شخصیتیں ہیں ان پر جتنا لکھا جائے کم ہے۔ماہ نومبر میں اور بھی کئی ادیب و شاعر پیدا ہوئے انھیں بھی تو خراج عقیدت پیش کرنا چاہئے۔کیا ہمیں اپنے اساتذہ کو یا پھر آزادی کے بعد جو ادبا اور شعرا ابھرے (طلوع) اور پھر غروب ہوگئے۔ان کو یاد نہیں کرنا چاہئے؟ یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے۔افسانے کی تکنیک پر ڈاکٹر صفیہ بانو اے شیخ کا مضمون افسانہ نگاروں اور کہانی کاروں کو ایک نئی راہ دکھاتا ہے۔افسانوں میں آرزو اور سہارا پڑھ کر ایسا لگا کہ کس طرح خیالات کا سنگم ایک دوسرے کو علیحدہ کردیتا ہے۔آرزو کی آرزو پوری ہوگئی۔دونوں وارث چاہتے تھے مگر......؟ آج کے ماحول پر شگفتگی عمدہ افسانہ ہے۔جو عورت عورت کو پہچانتی ہے افسانے کے آخری الفاظ معنی خیز ہیں۔''وہ اس طرح قدم بڑھا رہی تھی جیسے کوئی جنگ ہار کر آئی ہو''۔ایوانِ اردو میں مختصر مگر عمدہ افسانے پڑھنے کو مل رہے ہیں طویل افسانوں سے بوریت محسوس ہوتی ہے۔خوش پوشاک شاعر (طنز و مزاح) بھی خوب ہے۔یقیناً اردو اکادمی، دہلی کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔خدا کرے ان سرگرمیوں کو کسی کی نظر نہ لگے۔

ڈاکٹر م۔ق۔سلیم، حیدرآباد

● ''ایوانِ اردو'' دہلی کا نومبر ۲۰۱۸ء کا شمارہ ملا۔ماہِ نومبر اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس ماہ میں اعلیٰ پایہ کی شخصیت مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ اقبال کی ولادت ہوئی۔جن کی پیدائش کے موقع پر دو اہم دن یومِ تعلیم اور یوم اردو منائے جاتے ہیں۔زیرنظر شمارے میں مذکورہ بالا اہم شخصیات پر مختلف مضامین شامل ہیں۔جس میں ماہرِ اقبالیات پروفیسر عبدالحق کا مضمون ''مطالعۂ اقبال میں متن کی معنویت'' اہمیت کا حامل ہے۔مضمون متن کی اہمیت و معنویت کا احساس کرانے میں کامیاب ہے۔ڈاکٹر رؤف خیر کا مضمون اقبال کی یوروپ سے وابستگی اور ان کا انگریزی نظموں سے متاثر ہوکر بچوں کے لیے نظمیں لکھنا وغیرہ پر روشنی ڈالتا ہے۔

ڈاکٹر خالد اشرف کے قلم سے لکھا گیا مضمون ''آزاد کے سیاسی افکار و عمل'' مولانا کی مکمل شخصیت کا احاطہ کرتا ہے۔خالد صاحب نے بڑی عرق ریزی سے مولانا آزاد کی حیات کے ہر گوشے پر روشنی ڈالی ہے۔علاوہ ازیں ڈاکٹر شمیم احمد کا مضمون بھی قابل تعریف ہے۔انھوں نے اقبال کے کلام میں تارے کی وسعتِ معنی پر توجہ دلائی ہے کہ اقبال کے پہلے مجموعے میں ہی سات نظمیں ستاروں کے عنوان پر شامل ہیں جنھیں علامہ اقبال نے اپنی دانشوری وفکرِ نو سے جہت بخشی ہے۔شمارے میں شامل افسانوں میں نورشاہ کا افسانہ ''آرزو'' مختصر ہوتے ہوئے بھی حالاتِ حاضرہ کا آئینہ ہے۔شعری حصے میں مجھے ایم۔ایف فاروقی کی نظم ''مایوس لوگ'' اور عطاء الرحمٰن قاضی کی نظم ''زہر بھری گلفامی'' پسند آئیں۔اس کے علاوہ ''اپنی بات'' میں مدیر نے ان دونوں عظیم شخصیات کے علمی و ادبی کارناموں پر بخوبی روشنی ڈالی ہے جس سے رسالے کے وقار میں اضافہ ہوگیا ہے۔

''ایوانِ اردو'' ایک معیاری و ادبی رسالے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ رسالے کے معیار کو قائم رکھنے کی ادارتی عملہ کی کوششیں لائق ستائش ہیں۔

عالیہ، ریسرچ اسکالر، دہلی یونیورسٹی، دہلی

● اکتوبر کا شمارہ دیر سے ملا اس لیے سرسری طور پر پڑھ سکا ہوں۔ مظفر حسین سید کا مضمون سب سے پہلے پڑھا۔ اس مضمون سے میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔ شاذیہ تمکین نے تفہیم و تجزیہ کا حق ادا کیا تو اس طرح کہ ان سے اس قسم کے دیگر مضامین کا دل متقاضی ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کے منتخب اشعار کے حوالے سے ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی تصویر نمایاں ہوگئی ہے۔ اس کوشش میں ڈاکٹر وسیم بیگم کامیاب ہیں۔ پروفیسر حامدی کاشمیری خوب لکھتے ہیں اور خوب چھپتے ہیں۔ ان کی بغیر مقطع والی غزل کا آخری شعر خوب ہے۔ اس میں تہہ داری کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ مقصود نشتری کا یہ شعر:

حیا اور شرم رخصت ہوگئی ہے
یہ دنیا خوبصورت ہوگئی ہے

میری سمجھ سے باہر ہے۔ حیا اور شرم کا رخصت ہونا گویا بے حیا اور بے شرم ہونا تو کیا بے حیائی اور بے شرمی نے ان کی دنیا کو خوبصورت بنا دیا ہے۔ اظہر عنایتی کہنہ مشق شاعر ہیں۔ انھوں نے بحر ہزج مسدس سالم محذوف الآخر یعنی مفاعیلن مفاعیلن فعولن میں غزل کہنے کی کوشش کی ہے۔ اس بحر میں نشست الفاظ کی کچھ زیادہ اہمیت ہے۔ علامہ اقبال کا یہ شعر ملاحظہ کریں اور غور کریں کہ 'کیا' کا استعمال درست جگہ پر ہے یا نہیں:

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے

اب اظہر صاحب کا یہ شعر دیکھیے:

محبت سے اگر تم بات کرلو
تو کیا اس میں تمھارا جا رہا ہے

اس شعر میں 'کیا' درست جگہ پر نہیں ہے۔ تیسرے شعر میں شاعر تاج پوشی کے بعد تاج اُتارنے کی بات کرتا ہے۔ کسی زمانے میں ایسا ہوتا تھا اب تو سر اُتارنے کو دنیا تیار رہتی ہے۔ سر اُتارنے کی بات کر کے شعر کا مزاج بدلا جا سکتا تھا۔

راز سیوانی، پرانا قلعہ، سیوان، گوپال گنج، موبائل: 9546575117

● 'ایوانِ اردو' ماہ ستمبر ۲۰۱۸ء کا شمارہ زیر مطالعہ ہے۔ سبھی مشمولات مضامین اور تخلیقات اپنی افادیت کے سبب فکری رنگ میں نمایاں ہیں۔ ایوانِ اردو کا اداریہ بھی اپنی جگہ قابل داد ہے۔

یوسفی صاحب کے ساتھ گزارے ہوئے برس۔ رضا علی عابدی پاکستان کی تحریر ایک معلوماتی اور خوش رنگ میں بہتر شناختی نظریہ ہے۔ اردو کا عظیم طناز: مشتاق احمد یوسفی۔ مختار ٹونکی نے ان کی خوبی کو اپنے قلم سے تحریر کر کے قارئین تک پہنچانے کی سعی کی ہے وہ بہت کارآمد کہا جائے گا۔ مشتاق احمد یوسفی: فکر و فن ڈاکٹر مظہر احمد نے اپنی تحریر میں اُن کی زبان کو ظرافت کا رنگ اور مزاحیہ نگاری کی طرف رجحان کر کے بہتر ادبی شعور کا احساس دلایا ہے کہ جوان کے لیے خلوصِ بیکراں کہا جائے۔

یوسفی اپنی آخری کتاب کے آئینے میں۔ ڈاکٹر اسد رضا کا مضمون یوسفی پر ایک خاص انداز اور اچھی تلاش میں مثال کے ساتھ پیش کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کا فن میں معصوم مرادآبادی نے فکری نظریہ میں اُن کے اخلاقی شعور سے لے کر تہذیبی اور معاشرے پر سماجی زندگی کو دکھانے کی حتی الامکان سعی کی ہے۔ منفرد مزاح نگار۔ مشتاق احمد یوسفی، شہاب ظفر اعظمی کی تحریری شکل میں زندگی کے حوالے سے ابتدائی کاوش کی طرف نظر کر کے ان کی خوبی اُجاگر کی گئی ہے جو احساسِ قلب کی دلیل ہے۔

مشتاق احمد یوسفی کی عصری آگہی۔ اطہر حسین کی تحریر میں ان کی قابلیت کا انکشاف ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اردو کی صوتی لغت ایک جائزہ، سلیم شہزاد نے خاصی معنوی لحاظ سے فرہنگ آصفیہ میں بہت سے الفاظ کو صحیح استعمال کرنے کی صورت میں تلفظ کے ساتھ پیش کی ہے۔ جو ایک منفرد پہنچان ہے۔ اردو شاعری پر ایک نظر کا تنقیدی جائزہ میں ڈاکٹر زیبا محمود نے شاعری کے حوالے سے بہتر گفتگو کرتے ہوئے کسوٹی پر جانچنے کے لیے جو محنت کی ہے، وہ قابل داد ہے۔ افسانوں میں 'ٹکٹ چیکر'، 'پہچان' بدل گئے موسم تیری جدائی میں بہتر اور محنت سے لکھے گئے افسانے ہیں۔ یہ سبھی قلمکار مبارکباد کے مستحق ہیں۔ منظومات میں غزلیں اور رباعیات بھی اچھی فکری علامت میں اپنے لحاظ سے نمایاں ہیں۔ تمام شعرا کو مبارک باد۔

ہمسر صدیقی، سمستی پور (بہار)، موبائل: 9525372562

''ایوانِ اردو'' نومبر ۲۰۱۸ء کے سرورق پر مولانا ابوالکلام آزاد کی تاریخ وفات سہواً غلط شائع ہوگئی ہے۔ صحیح تاریخ وفات ۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء ہے۔ ادارہ اس سہو کے لیے معذرت خواہ ہے۔